AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 1, March 2022, PP: 29-38
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

حدود وتعزیرات میں تابعین کے استدلال کے نظائر: ایک جائزہ

The Precedents of Tabi'een (Successors) in Hudōd o T'azirāt (Fixed and Descritionary Punishments): An Appraisal

Anwaar Hussain [1*] , Nomana Khalid [2]
[1] *Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of South Asia Lahore, Pakistan*
[2] *Lecturer (Islamic Studies), Govt, Graduate College for Women, Shadbagh Lahore, Pakistan*

ABSTRACT

Hudōd refers to the prescribed sharī'ah punishments which have been proved with certainty from the Qur'anic text and sayings of His Messenger (peace be upon him) and no one has the right to amend or reduce them or to terminate them. Other Penalties refer to those sharī'ah punishments which are at the discretion and ijtihād of the ruler and the judge and which are subject to change and modification. Discussion of Hudōd and penalties is the most important chapter of Islamic jurisprudence from the perspective of the implementation of Islamic Law in an Islamic state. The opinions of the Tabi'een; disciples of the companions of the Prophet Muhammad (peace be upon him) have legal status to authenticate anything from a juristic perspective. The Hanafi, Shafi'i and other schools of jurisprudence have originated, proved or seconded their juristic rulings from the sayings of disciples of the companions of the Last Prophet (peace be upon him). Sufficient examples have been produced in this article to highlight the significance of the verdicts of Tabi'in.

Keywords: *Tabi'in., Hudood, Islamic Jurisprudence, Hanafi, Shafi'i.*

*Corresponding author's email: anwaar720@gmail.com

CC BY

تمہید

اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو پیدا فرمایا اور جہاں اس کی جسمانی ضروریات کے لیے خوراک ولباس کا بندوبست کیا، وہاں اس کی روح کی غذا کا اہتمام بھی فرمایا۔ انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا اور الہامی تعلیمات کے ذریعے انسانیت کو رشد وہدایت کا راہ سکھلا دیا، جس پر عمل پیرا ہو کر وہ دونوں جہانوں کی فلاح کو پا سکتا ہے۔ اسلام محض عبادات کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو اپنے ماننے والوں کو زندگی کے کسی میدان میں تنہا نہیں چھوڑتا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[1]

ترجمہ: آج میں تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔

انسان معاشرتی حیوان ہے اور معاشرے میں رہتے ہوئے اسے مختلف رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعینہ مختلف جرائم بھی سامنے آتے ہیں، جنہیں بروقت روکا نہ جائے تو معاشرے تباہی کے دھانے پر پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے رویوں کو روکنے اور جرائم کے سدباب کے لیے اسلام کا نظام جرم وسزا انتہائی مفید ہے۔ اسلامی نظام جرم وسزا میں حدود اور تعزیرات اہم ہیں۔

حدود، حد کی جمع ہے اور حدود اللہ سے مراد وہ منصوص شرعی سزائیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں اور ان میں ترمیم وتخفیف یا ان کی تعطیل وتنسیخ کا حق شارع کے سوا کسی کو نہیں۔ تعزیرات سے مراد وہ شرعی سزائیں جو حاکم وقاضی کی صوابدید واجتہاد پر دارو مدار کرتی ہیں اور جن میں کمی بیشی اور ترمیم وتبدیل کا امکان ہوتا ہے۔ حدود وتعزیرات فقہِ اسلامی کا اہم ترین موضوع ہیں کیونکہ ریاستِ شرعیہ کے احکامات کا غالب حصہ حدود تعزیرات پر دارومدار کرتا ہے۔ حد کی تعریف فقہاء نے یوں بیان کی ہے:

"وہ سزا جو اللہ تعالیٰ کے حق کی حیثیت میں واجب ہوتی ہے۔"[2]

مولانا جمیل احمد تھانوی لکھتے ہیں کہ اسلامی سزائیں در حقیقت سزائیں نہیں، انسان کو صحیح انسان بنانے اور تمام دنیا کو امن وامان بخشنے کا ذریعہ ہیں۔[3] اس مضمون میں نظام عقوبات یعنی حدود وتعزیرات میں اقوال تابعین سے استشہاد کا جائزہ لیا جائے گا۔

تابعین کرامؒ کی خدمات ان گنت ہیں۔ فقہ اسلامی کے حوالہ سے بات کریں تو ہر مذہب میں فقہاء نے ان کے اقوال کو نہ صرف نقل کیا ہے، بلکہ اس پر فتویٰ بھی دیا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تابعین نے "بلغوا عنی ولو آیة"[4] کی حقیقت کو سمجھ کر عمل کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش کی۔ ذیل میں مذاہب فقہ کی کتب سے اقوال تابعین کے حدود وتعزیرات کے معاملات میں اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔

حدود وتعزیرات میں تابعین کی آرا کے فقہی اثرات۔ کتبِ حنفیہ کا مطالعہ

حنفیہ کی کتب سے چند منتخب مثالیں حدود وتعزیرات سے متعلق پیش کی جاتی ہیں جن میں تابعین سے اخذ، استدلال، استشہاد اور رجوع پایا جاتا ہے

قتل عمد میں معمولی شبہ پیدا ہونے پر دیت کا مسئلہ

حنفیہ کی رائے ہے کہ اگر ثابت شدہ قتل عمد میں کسی بھی درجے کی خطا یا شبہ پیدا ہوتا ہے تو قصاص کی بجائے دیت نافذ کی جائے گی۔ اس رائے کا استدلال دو تابعین کے اقوال پر ہے۔

امام محمد بن الحسن الشیبانی نے اپنی کتاب "الحجة علیٰ اهل المدینة" میں دو تابعین کے اقوال سے استشہاد کیا ہے۔

پہلا استدلال معروف تابعی امام حسن بصری کے قول سے ہے:

"عَن الْحسن الْبَصْرِيّ انه سُئِلَ عَن قوم قتلوا رجلا عمدا فيهم مصاب قَالَ تكون فِيهِ الدِّيَة"[5]

حسن بصری سے منقول ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک گروہ نے ایک شخص کو جان بوجھ کر قتل کر دیا ان میں ایک پاگل آدمی بھی ہے۔ تو انہوں نے کہا اس قتل میں دیت لازم ہو گی۔

دوسرا استدلال ابراھیم النخعی سے ہے۔

"عَن ابراهيم النَّخعِيّ انه قَالَ اذا دخل خطأ فِي عمد فَهِيَ دِيَة"[6]

ابراھیم سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا جب قتلِ عمد کے معاملے میں خطا داخل ہو جائے تو اس پر دیت ہو گی۔

چور سے حد کے ساتھ مالِ مسروقہ غیر موجودہ کی واپسی کا مسئلہ

حنفیہ اور شافعیہ کے مابین یہ اختلاف ہے کہ جب چور پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نافذ کی جائے گی تو کیا اس کے ساتھ اس سے اُس مالِ مسروقہ کی قیمت بھی وصول کی جائے گی جو وہ استعمال کر چکا یا تلف کر چکا یا کسی کو دے چکا؟ اگر چور کے پاس بعینہ مالِ مسروقہ موجود ہے تو اس کی واپسی میں کوئی اختلاف نہیں۔

"فالقطع حق الشرع، وسببه ترك الانتهاء عما نهى عنه، والضمان حق العبد، وسببه أخذ المال) لاخلاف لأهل العلم أن المال إذا كان قائماً يرد على مالكه"[7]

ہاتھ کاٹنا شریعت کا حق ہے اور اس کا سبب بھی شریعت نے جس سے منع کیا ہے اس سے باز نہ آنا ہے۔ اسی طرح ضمان بندے کا حق ہے اور اس کا سبب مال لینا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب مال قائم ہے تو اس کے مالک کو لوٹایا جائے گا۔

حنفیہ کی رائے ہے کہ مال کے استعمال و اتلاف کی صورت میں چور پر ضمان لازم نہیں۔ لہٰذا اس سے قیمت یا عوض وصول نہیں کیا جائے گا جب کہ شافعیہ کی رائے اس کے برعکس ہے۔ اس اختلاف کی اساس میں تابعین فقہا کا اختلاف ہے اور اسی دونوں نے اپنے اپنے مسالک اخذ کیے ہیں۔

فقال الشافعي وأحمد وأبو ثور: يجب على السارق رد قيمتهما، أو مثلياً إن كان مثلياً، وهو قول إبراهيم النخعي، وحماد، والحسن البصري، وإسحاق، والليث بن سعد. وقال علماؤنا والثوري: لايجتمع الضمان مع القطع، فلو ضمنه المالك قبل القطع سقط القطع، وإن قطعه سقط الضمان، وهو قول عطاء، ومحمد بن سيرين، وابن شبرمة، وعامر الشعبي، ومكحول.[8]

امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام ابو ثور کا قول ہے: چور پر لازم ہے کہ اس کی قیمت واپس کرے یا اس چیز مثل واپس کرے اگر مثل موجود ہے۔ یہ قول ابراھیم النخعی، حماد، الحسن البصری، اسحاق، اللیث بن سعد کا ہے۔ ہمارے علما اور امام الثوری کی رائے ہے کہ ہاتھ کاٹنے کی سزا کے ساتھ ضمان کا لزوم جمع نہیں ہو گا۔ اگر مالک نے قطعِ ید سے پہلے مال کی قیمت یا مثل یا بدل لے لیا تو قطعِ ید کی سزا ساقط ہو گی۔ اگر قطعِ ید ہو گیا تو ضمان ساقط ہو گا۔ یہ عطا بن ابی رباح، محمد بن سیرین، ابن شبرمہ، عامر الشعبی اور مکحول کا قول ہے۔

درج بالا امثلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتب حنفیہ میں مسائل حدود و تعزیرات میں تابعین کے اقوال بطور استشہاد و استدلال پیش کیے جاتے ہیں۔

تعزیر میں اسواط کی مقدار کا مسئلہ

کسی جرم میں حاکم تعزیراً کتنے کوڑے مارنے کی سزا دے سکتا ہے اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمھما اللہ کی رائے جس پر کہ

حنفیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ کسی جرم میں چالیس کوڑوں سے زیادہ کی سزا تعزیراً نہیں دی جاسکتی کیونکہ تعزیر حد سے کم ہونی چاہیے۔ ان کی یہ رائے معروف تابعی عامر الشعبی کے تتبع میں ہے جیسا کہ کتبِ فقہ حنفیہ میں مذکور ہے۔

"ذُكِرَ عَنْ الشَّعْبِيِّ – رَحِمَهُ اللَّهُ – قَالَ: لَا يُبْلَغُ بِالتَّعْزِيرِ أَرْبَعُونَ سَوْطًا، وَبِهِ أَخَذَ أَبُو حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللَّهُ قَالَا؛ لِأَنَّ الْأَرْبَعِينَ سَوْطًا أَدْنَى مَا يَكُونُ مِنْ الْحَدِّ، وَهُوَ حَدُّ الْعَبِيدِ فِي الْقَذْفِ، وَالشُّرْبِ"[9]

الشعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا تعزیر چالیس کوڑوں کی حد سے آگے نہ جائے۔ اسی کو امام ابو حنیفہ اور امام محمد نے لیا ہے۔ ان دونوں نے کہا: کیونکہ چالیس کوڑے ادنیٰ حد ہے اور وہ حد غلام کی ہے جو کہ حد قذف اور حد خمر میں ہوتی ہے۔

حدود و تعزیرات میں تابعین کی آرا کے فقہی اثرات۔کتبِ مالکیہ کا مطالعہ

کتب مالکیہ منتخب مسائلِ فقہیہ کی امثلہ پیش کی جاتی ہیں جن میں تابعین سے اخذ و استدلال واضح ہے۔

قذف میں حد یافتہ شخص کی گواہی کا مسئلہ

وہ شخص جس سے کسی مسلمان مرد و عورت پر بدکاری کی تہمت لگانے کا جرم سرزد ہوا ہو اور اس پر اس جرم کے باعث "حد قذف" نافذ کی گئی ہو تو کیا حد کے نفاذ کے بعد اس کی گواہی کسی تنازعے میں قبول کی جائے گی؟ اس کے بارے میں امام مالکؒ کی رائے ہے کہ حد یافتہ ہونا اس کو ساقط الشہادۃ نہیں بناتا اگر اس نے اپنے جرم سے توبہ کر لی ہو۔

" أَرَأَيْتَ الْمَحْدُودَ فِي الْقَذْفِ، هَلْ تَجُوزُ شَهَادَتُهُ إنْ تَابَ فِي قَوْلِ مَالِكٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: أَرَأَيْتَ الْمَحْدُودَ فِي الْقَذْفِ، هَلْ تَجُوزُ شَهَادَتُهُ فِي الطَّلَاقِ؟ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: نَعَمْ، تَجُوزُ شَهَادَتُهُ إذَا ظَهَرَتْ تَوْبَتُهُ وَحَسُنَتْ حَالُهُ"[10]

آپ کی کیا رائے ہے کہ امام مالک کے قول کے مطابق قذف میں حد یافتہ شخص کی گواہی جائز ہے اگر اس نے توبہ کر لی ہو؟ کہا: ہاں۔ میں نے کہا: آپ کی کیا رائے ہے کہ قذف میں حد یافتہ شخص کی گواہی طلاق کے معاملے میں جائز ہے؟ کہا: امام مالک نے کہا کہ ہاں اس کی گواہی جائز ہے اگر اس کی توبہ ظاہر ہو گئی ہو اور اس کے احوال عمدہ ہو گئے ہوں۔

امام مالک کی یہ رائے بہت سے تابعین کی رائے کے ساتھ مستدل ہے جیسا کہ المدونہ میں نقل کیا گیا۔

"وَأَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَابْنَ قُسَيْطٍ وَابْنَ شِهَابٍ وَشُرَيْحًا وَعَطَاءً قَالُوا: تَجُوزُ شَهَادَةُ الْمَحْدُودِ فِي الْقَذْفِ إذَا تَابَ."[11]

سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، ابن قسیط، ابن شہاب، شریح اور عطا نے کہا کہ قذف میں حد پانے والے شخص کی گواہی قبول کرنا جائز ہے اگر وہ توبہ کر لے۔

طلاق و نکاح میں عورت کی گواہی کی قبولیت کا مسئلہ

مالکیہ کے نزدیک عورت کی گواہی نہ صرف حدود یعنی زنا، قتل، جروح اور شرب خمر میں ناقابلِ قبول ہے بلکہ ان کے نزدیک نکاح اور طلاق کے معاملات میں بھی عورت کی گواہی قبول نہیں جائے گی۔ چنانچہ جب امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قصاص میں قبول ہے تو انہوں نے کہا عورتوں کی گواہی حدود میں جائز نہیں اور نہ ہی طلاق اور نکاح میں جائز ہے۔ اسی طرح خون کی معافی کے معاملے میں بھی عورت کی گواہی قابلِ قبول نہیں۔ اس پر استدلال میں تابعین کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔

"عَنْ ابْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ قَالَ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِي الْحُدُودِ وَلَا فِي الطَّلَاقِ وَلَا فِي الْقَتْلِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: مَضَتْ السُّنَّةُ بِذَلِكَ بِأَنْ لَا تَجُوزَ شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ مَعَ الرَّجُلِ فِي الْقَتْلِ وَالنِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَالْحُدُودِ. ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ رَبِيعَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِي الْقَتْلِ وَالْحُدُودِ وَالطَّلَاقِ وَالنِّكَاحِ وَالْعَتَاقَةِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ مِنْ حَدِيثِ مَالِكٍ وَلَا فِي الْعَتَاقَةِ. ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ: لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُنَّ، إلَّا فِي الدَّيْنِ."[12]

ابن المسیب سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: عورتوں کی گواہی حدود میں، طلاق میں اور قتل میں جائز نہیں۔ ابن شہاب الزہری نے کہا کہ اس پر سنت قائم ہو چکی کہ دو عورتوں اور ایک مرد کی گواہی قتل، نکاح، طلاق اور حدود میں جائز نہیں۔ ابن وھب نے عبد الجبار سے اور انہوں نے ربیعہ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا عورتوں کی گواہی قتل، حدود، طلاق، نکاح اور عتاق میں درست نہیں۔ ابن شہاب کی امام مالک میں روایت میں ہے عتاق میں گواہی جائز نہیں۔ ابن وھب نے سفیان سے اور انہوں مکحول سے نقل کیا کہ ان کی گواہی جائز نہیں سوائے قرض کے معاملات میں۔

اسی طرح ابراھیم النخعی کا قول نقل کیا گیا:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِي الْحُدُودِ، وَالطَّلَاقُ مِنْ أَشَدِّ الْحُدُودِ.[13]

ابراھیم سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: حدود میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔ طلاق حدود میں سب سے اشد ہے۔

حد میں رجم اور جلد کو جمع کرنے کا مسئلہ

شادی شدہ زانی کی سزا رجم (سنگ ساری) ہے۔ فقہا کے مابین مختلف فیہ ہے کہ اس زانی کو صرف رجم کیا جائے گا یا کوڑوں کی سزا بھی دی جائے گی۔ امام احمد اور داؤد الظاہری کے نزدیک جلد یعنی کوڑوں کی سزا بھی ساتھ دی جائے گی۔ جب کہ جمہور کی رائے صرف رجم کی ہے۔ ابن رشد نے اس بحث کو یوں لکھا ہے۔

"فَإِنَّ الْعُلَمَاءَ اخْتَلَفُوا هَلْ يُجْلَدُ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الرَّجْمُ قَبْلَ الرَّجْمِ؟ أَمْ لَا؟ فَقَالَ الْجُمْهُورُ: لَا جَلْدَ عَلَى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الرَّجْمُ، وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَإِسْحَاقُ، وَأَحْمَدُ، وَدَاوُدُ: الزَّانِي الْمُحْصَنُ يُجْلَدُ، ثُمَّ يُرْجَمُ.

عُمْدَةُ الْجُمْهُورِ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – رَجَمَ مَاعِزًا، وَرَجَمَ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، وَرَجَمَ يَهُودِيَّيْنِ وَامْرَأَةً مِنْ عَامِرٍ مِنَ الْأَزْدِ» . كُلُّ ذَلِكَ مُخَرَّجٌ فِي الصِّحَاحِ، وَلَمْ يَرْوُوا أَنَّهُ جَلَدَ وَاحِدًا مِنْهُمْ."[14]

علما کا اختلاف واقع ہوا ہے کہ جس کو رجم کرنا واجب ہے کیا اس کو رجم سے پہلے کورے مارے جائیں گے؟ جمہور نے کہا جس پر رجم کی سزا لازم ہو چکی اس کو کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔ جب کہ حسن البصری، اسحاق، احمد، داؤد نے قول اختیار کیا ہے۔ زانی محصن کو کوڑے مارے جائیں گے پھر رجم کیا جائے گا۔

جمہور کا قول ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ماعزؓ کو رجم کیا، جھینۃ کی عورت کو رجم کیا، دو یہودیوں کو رجم کیا اور ابنو عامر کی ایک عورت کو رجم کیا۔ یہ صحاح کے طریق سے روایات ہیں اور یہ روایت نہیں کیا گیا کہ ان میں سے کسی کو کوڑے مارے گئے ہوں۔

درج بالا عبارت میں واضح ہے کہ امام احمد بن حنبل اور امام داؤد کے موقف کو بعض تابعین کی تائید حاصل ہے۔

حدود و تعزیرات میں تابعین کی آرا کے فقہی اثرات۔ کتبِ شافعیہ کا مطالعہ

آئندہ سطور میں کتب شافعیہ سے کچھ مثالیں حدود و تعزیرات سے متعلق مسائل کی پیش کی جاتی ہیں جو تابعین کے فقہی اثرات کو واضح کریں گی۔

نابینا کی گواہی کو قبول کرنے کا مسئلہ

اندھے آدمی کی گواہی قبول کی جائے گی کہ نہیں؟ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ اس کے بارے شافعیہ اور حنفیہ کی رائے عدم قبول کی اور مالکیہ کی رائے قبول کی ہے۔ ان فقہا کے فقہی اختلاف کے پیچھے دیگر استدلالات کے ساتھ ساتھ صحابہ و تابعین کا اختلاف ہے۔

الحاوی الکبیر میں اس مسئلے کے بیان میں قائلین و غیر قائلین فقہا کے ساتھ تابعین کے اسماذ کر کئے گئے ہیں۔

"فَأَمَّا شَهَادَةُ الْأَعْمَى فِيمَا يُدْرِكُ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ مِنَ الْعُقُودِ وَالْإِقْرَارِ، فَمَرْدُودَةٌ عِنْدَنَا وَغَيْرُ مَقْبُولَةٍ، وَبِهِ قَالَ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَمِنَ التَّابِعِينَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَالنَّخَعِيُّ، وَمِنَ الْفُقَهَاءِ سفيان الثَّوْرِيُّ، وَأَبُو حَنِيفَةَ وَصَاحِبَاهُ وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَاضِي مِنْ فُقَهَاءِ الْبَصْرَةِ، وَأَكْثَرُ فُقَهَاءِ الْكُوفَةِ.

وَقَالَ مَالِكٌ: تُقْبَلُ فِيهِ شَهَادَةُ الْأَعْمَى إِذَا عَرَفَ الْمَشْهُودَ عَلَيْهِ بِصَوْتِهِ الَّذِي عَرَفَهُ بِهِ عَلَى قَدِيمِ الْوَقْتِ وَحَدِيثِهِ، وَبِهِ قَالَ مِنَ الصَّحَابَةِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَمِنَ التَّابِعِينَ شُرَيْحٌ وَعَطَاءٌ، وَالزُّهْرِيُّ[15]

اندھے کی گواہی ان معاہدات و معاملات میں جو سننے اور دیکھنے سے متعلق ہیں۔ ہمارے نزدیک قابلِ رد اور نا قابلِ قبول ہے۔ صحابہ میں سے یہی رائے علی بن ابی طالبؓ کی ہے اور تابعین میں الحسن البصری، سعید بن جبیر، النخعی کی یہ رائے ہے۔ فقہا میں سفیان الثوری، ابوحنفیہ اور ان کے دو شاگردوں کی، فقہائے بصر ہمیں سوار بن عبد اللہ القاضی کی اور اکثر فقہائے کوفہ کی ہے۔

امام مالک نے کہا اس میں اندھے کی گواہی قبول کی جائے گی جب اس نے اس کو جس چیز کی گواہی دینی ہو اس آواز کے ساتھ پہچان لیا ہو جو اس قدیم وقت میں اس نے جان لی تھی اور اس بات کو بھی شناخت کر لیا ہو۔ یہ رائے صحابہ میں سے عبد اللہ بن عباس کی ہے اور تابعین میں سے شریح، عطا، الزھری کی ہے۔

اہل الذمہ کی دیت کا مسئلہ

یہودی اور نصرانی جو مسلمانوں کی حکومت میں جزیہ دے کر رہے ہوں ان کو اگر کوئی قتل کر دے تو ان کی دیت کیا ہو گی اس کے بارے تابعین کی آرا مختلف ہیں۔ ان سے اخذ و استفادہ کے باعث مذاہب فقہا بھی مختلف ہو گئے۔

اس کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا مسلک یہ ہے:

وَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ: أَنَّهَا كَدِيَةِ الْمُسْلِمِ سَوَاءً.

یہ ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے کہ ان کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہو گی۔

تابعین میں یہ رائے:

وَمِنَ التَّابِعِينَ الزُّهْرِيُّ.

تابعین میں سے یہ رائے امام زھریؒ کی ہے۔

دوسرا مسلک امام مالک کا ہے:

أَنَّهَا نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ

ان کی دیت مسلمان کی دیت کی نصف ہے

تابعین میں یہ مسلک:

وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

یہی عمر بن عبد العزیز اور عروۃ بن الزبیر نے کہا ہے

تیسرا مسلک امام شافعی کا مسلک ہے

مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ: أَنَّ دِيَتَهُ ثُلُثُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ فِي الْعَمْدِ وَالْخَطَأِ.

امام شافعیؒ کا مذھب یہ ہے کہ اس کی دیت مسلمان کی دیت کا تہائی ہو گی چاہے قتل عمد ہو کہ خطا تابعین میں یہ مسلک

"وَمِنَ التَّابِعِينَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءٌ"[16]

جماعت کے شریکِ قتل ہونے پر قصاص کی صورت

اگر ایک شخص کو قتل کرنے میں بہت سے افراد شریک ہوں تو کیا پوری جماعت کو قصاصاً قتل کیا جائے گا یا ایک کو قتل کیا جائے گا باقی سے تاوان و دیت وصول کی جائے گی؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں

"أما الاحكام فإن الجماعة تقتل بواحد، وهو أن يجنى عليه كل واحد منهم جناية لو انفرد بها مات منها وجب عليه القصاص،"

جہاں تک اس کے احکام کہ ایک جماعت کو ایک شخص کے بدلے قتل کیاے جائے گا، ان میں سے ہر ایک کا جنایت میں حصہ ہے۔ اس لیے کہ ان میں سے اگر کوئی اس جتھے سے علیحدہ اس سے کوئی مر گیا ہو تا تو اس پر قصاص واجب ہو تا۔

صحابہ کے علاوہ یہ رائے کن تابعین وفقہا کی ہے، لکھتے ہیں

"ومن التابعين ابن المسيب وعطاء والحسن وأبو سلمة.ومن الفقهاء الاوزاعي والثوري ومالك وأحمد وأبو حنيفة وإسحاق وأبو ثور."

تابعین میں سے یہ رائے ابن المسیب، عطا، حسن بصری اور ابو سلمہ کی ہے۔ فقہا میں سے الاوزاعی، الثوری، مالک، احمد، ابو حنیفہ، اسحاق اور ابو ثور کی ہے اس رائے سے اختلاف کرنے والوں کے بارے لکھتے ہیں

"وقال محمد بن الحسن ليس هذا بقياس إنما صرنا إليه من طريق الاثر والسنة."

امام محمد بن الحسن یہ قیاس کا معاملہ نہیں ہے۔ ہم نے اس میں اثر و سنت سے اخذ کا راستہ اپنایا ہے۔

صحابہ کے علاوہ کن تابعین سے یہ رائے ماخوذ ہے

"والزهرى وابن سيرين: لا يقتل الجماعة بالواحد بل للولى أن يختار واحدا منهم فيقتله ويأخذ من الباقين حصتهم من الدية وقال ربيعة وداود: يسقط القصاص، وبه قال حبيب بن أبى ثابت وعبد الملك وابن المنذر "[17]

الزھری اور ابن سیرین نے کہا: ایک جماعت ایک فرد کے بدلے میں قتل نہیں کی جائے گی بلکہ ولی کو اختیار دیا جائے گا کہ ان میں سے ایک کو قصاصاً قتل کروائے اور باقیوں سے ان کا دیت کا حصہ وصول کیا جائے اور ربیعہ اور داود نے کہا کہ قصاص ساقط ہو جائے گا۔ اور یہی حبیب ابی

ثابت اور عبد الملک اور المنذر نے کہا ہے۔

درج بالا امثلہ اس بات کو واضح کر دیتی ہیں کہ تابعین کی آرا کے فقہی اثرات مسالک اربعہ نے قبول کیے اور ان کے فقہی اختلاف میں تابعین کی آرا کار فرما ہیں۔

خلاصہ کلام

حدود و تعزیرات میں اقوال تابعین سے استشہاد کی بحث کا حاصل بصورت نکات ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔ حدود و تعزیرات فقہ اسلامی کا اہم ترین باب ہے۔ حدود سے مراد وہ سزائیں ہیں، جو منصوص ہے، یعنی شارع سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں، جب کہ تعزیرات وہ سزائیں ہیں، جو قاضی کی صوابدید پر موقوف ہیں۔ حدود میں ترمیم و تخفیف یا ان کی تعطیل و تنسیخ کا حق شارع کے سوا کسی کو نہیں، لیکن تعزیرات میں ترمیم کا حق قاضی کے پاس موجود ہوتا ہے۔

- کتب فقہ میں عقوبات و تعزیرات سے متعلق اقوال تابعینؒ سے استشہاد کی بکثرت امثلہ موجود ہیں۔ اوپر بیان کی گئی بحث میں کتب حنفیہ سے جن مثالوں کو شامل کیا گیا ہے، ان میں قتل عمد میں معمولی شبہ پیدا ہونے پر دیت کا مسئلہ، چور سے حد کے ساتھ مال مسروقہ غیر موجودہ کی واپسی کا مسئلہ اور تعزیر میں اسواط کی مقدار کا مسئلہ شامل ہے۔
- کتب مالکیہ سے جن امثلہ کو ذکر کیا گیا ہے، ان میں قذف میں حد یافتہ شخص کی گواہی کا مسئلہ، طلاق و نکاح میں عورت کی گواہی کی قبولیت کا مسئلہ اور حد میں رجم اور جلد کو جمع کرنے کا مسئلہ شامل ہیں۔
- کتب شافعیہ سے بیان کی گئی امثلہ میں نابینا کی گواہی کو قبول کرنے کا مسئلہ، اہل الذمہ کی دیت کا مسئلہ اور جماعت کے شریکِ قتل ہونے پر قصاص کی صورت کے مسائل شامل ہیں۔

تجاویزات و سفارشات

متعلقہ موضوع کے حوالہ سے درج ذیل موضوعات پر تحقیقی کام مفید ثابت ہو گا:

فقہ کے مختلف ابواب و موضوعات کے اعتبار سے اقوال تابعین کو زیر بحث لایا جائے، مثلاً

1۔ مالی معاملات میں اقوال تابعین سے استشہاد

2۔ عقد رہن و قبضہ اور اقوال تابعین سے استشہاد

بعینہ عصری مسائل میں جن معاملات کا اقوال تابعین پر براہ راست انحصار ہے، انہیں نمایاں کرنا، مثلاً

3۔ عصری طبی مسائل اور اقوال تابعین

اصولی قواعد اور ان کے اطلاقی مباحث میں اقوال تابعینؒ کو نمایاں کرنا، مثلاً:

4۔ اصولی مباحث میں اقوال تابعین کے نظائر

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] المائدہ5: 3

Al-Māidaḥ, 5:3

[2] محمد متین ہاشمی، سید، **اسلامی حدود اوران کا فلسفہ مع اسلام کا نظام احتساب**، لاہور، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1999ء، 12

Muhammad Matīn Ḥāshmī, Syed, Islāmī Ḥudūd oūr un k Falsfāḥ, Lāhore, Dayāl Singh Trust Library, 1999, 12

[3] تھانوی، جمیل احمد، مولانا، **اسلام اور حدود و تعزیرات**، لاہور، ادارہ اشرف التحقیق، س۔ن، 137

Thānvī, Jamīl Aḥmad, Maulāna, Islām oūr Ḥudūd wa Tazīrāt, Lāhore, Idāraḥ Ashraf Al-Tahaqiq, 137

[4] احمد بن حنبل، **مسند**، (مؤسسۃ الرسالۃ، 2001)، 11:583

Aḥmad Bin Ḥanbal, Musnad, (Beīrūt: Mu'assasa Al-Risālah, 2001) ,11:583.

[5] الشیبانی، محمد بن الحسن، الحجۃ علی اہل المدینہ، (محقق: مھدی حسن الکیلانی)، بیروت، عالم الکتب، 1403ھ، 4/275-276

Al Shābany, Muhammad bin Al-Hasan, Al Hujjah `la Ahlil Madīnah, (Muheqiq: Mehdy Hasan Al-k īlanai, Bīrūt, `ealim ul kutub, 1403h, 4/275-276

[6] الحجۃ علی أھل المدینہ، 4/275-276

Al Hujjah `la Ahlil Madīnah, 4/275-276

[7] العینی، بدرالدین، محمود بن احمد بن موسیٰ، ابو محمد (م855ھ)، البنایہ شرح الھدایہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1420ھ، 7/71

Al`āny, Badr ul dān, Muhammad bin Ahmad bin Musa, Abu Muhammad(855h), Al bināyah shrh ul hidāyah, Dar ul kutub al ilmiyah, Bīrūt, 1420h,7/71

[8] البنایہ شرح الھدایہ، 7/72

Al bināyah shrh ul hidāyah, Dar ul kutub al ilmiyah, 7/72

[9] السرخسی، محمد بن أحمد بن أبي سھل شمس الأئمۃ (المتوفى: 483ھ)، المبسوط، دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء، 24/36

Al Serkhsy,Mhammad bin Ahmad bin Aby Shl,Shms ul ʾaemmah(483h), Al Mbsūṭ, Darul m`erifah, Bīrūt, 1993, 24/36

[10] مالک بن انس، المدنی، المدونہ، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1994ء، 4/23

Malik bin Anas, Al Madny, Al Mudūenah, Bīrūt, Dar ul kutub al ilmiyah, 1994, 4/23

[11] المدونہ، 4/23

Al Mudūenah, 4/23

[12] ابن رشد، محمد بن أحمد بن رشد القرطبي، أبوالولید، بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد، دار الحدیث، القاھرۃ، 1425ھ، 4/218

Ibn Rushd, Muhammad bin Ahman bin Rushd Al Qurṭbā, Abu Al Walād, Bedāyat ul Mujthid wa Nehayat ul MuqtaṢid, Dar ul Hadith, Al Qaherah, 1425h, 4/218.

[13] المدونہ، 6/42

Al Mudūenah, 6/42

[14] بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد، 4/214

Bedāyat ul Mujthid wa Nehayat ul MuqtaṢid, 4/214

[15] الماوردی، علی بن محمد، ابو الحسن، الحاوی الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1999ء، 17/41

Al Mawerdy, Ali bin Muhammad, Abū Al Hasan, Al ĥawy Al Kabīr, Bīrūt, Dar ul kutub al ilmiyah, 1999, 17/41

[16] الحاوی الکبیر، 12/308-309

Al ĥawy Al Kabīr, 12/308-309

[17] النووی، محیی الدین یحیی بن شرف، المجموع شرح المھذب ((مع تکملۃ السبکي والمطیعي))، دار الفکر، بیروت، س۔ن، 18/370

Al Nūwy, Mhy al dīn Yhya bi Al Shrf, Al Mjmū`e Shrĥ ul Muhḏb, Dar ul Fikr, Bīrūt, n.d, 18/370